Fikr-o-Nasar (Islamabad) 6:6 (1968)

افکار و آراء

دستورِ پاکستان میں "کتاب و سنت" کی دفعہ

قانون سازی کے ضمن میں "کتاب کے ساتھ" سنت کی شرط دستورِ پاکستان میں کیوں رکھی گئی ہے، اس کے متعلق ہمیں جناب شیخ چاند حسین (تمغۂ پاکستان) بی اے آنرز (بمبئی۔ لندن) بار ایٹ لاء ڈپٹی سیکرٹری گورنمنٹ پاکستان (ریٹائرڈ) کے تین مکتوب آئے ہیں، جو درجِ ذیل ہیں۔ (مدیر)

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مکرمی و محترمی!

مدت مدید سے آپ کے اور جناب مدیر "طلوع اسلام" کے درمیان سنت و حدیث کے تعین کے سلسلے میں شدید اختلافات چلے آ رہے ہیں، جن سے قانون سازی کے کام میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ میں نہ تو عالم ہوں نہ مفتی نہ مجتہد۔ ایک عام آدمی ہوں۔ لیکن میری نظر میں ان تمام اختلافات کا قلع قمع ہو جانا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا طریقۂ کار، جو میں ذیل کی سطور میں درج کر رہا ہوں، قبول کر لینے سے قانون سازی کے کام میں جو رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے، وہ آسان ہو سکے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۔ ہمارے (CONSTITUTION) (آئین) میں ایک شق یہ ہے کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو گا۔

۲ - جہاں تک کتاب کا تعلق ہے، وہ خود اللہ تعالیٰ نے متعین کر دی ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اُمت تک بعینہٖ پہنچا دیا اور اللہ کی حفاظت کی وجہ سے وہ لفظاً لفظاً ہمارے پاس موجود ہے۔ اس سے اسلام کے کسی فرقہ کو اختلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اختلافات قرآن پاک کی چند آیات کی تفسیر و تعبیر میں پیدا ہو گئے ہوں۔ لیکن یہ اختلافات ایسے نہیں ہیں جنہیں بنیادی کہا جا سکتا ہے۔ خوش نصیبی سے اُن میں سے اکثر و بیشتر کی تصریح خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے فرما دی ہے جس کو ہم "سنت" کہتے اور سمجھتے ہیں۔ میری سمجھ کے مطابق قرآن شریف مجموعہ ہے ان احکام ابدی و اصول کا جو اللہ پاک نے بنی نوع انسان کی ھدایت کے لئے ارشاد فرمائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ھدایت فرمائی کہ ان بنیادی احکام و ارشادات کو بنی نوع انسان تک پہنچا دیں۔ اور حسبِ ضرورت ان پر عمل فرما کر بتا دیں تاکہ ان احکام کے سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے میں کسی قسم کا مغالطہ نہ ہو۔ بحیثیت خاتم النبیین کے، حضور اکرمؐ نے نہ صرف ان خدائی احکامات و ارشادات کو بنی نوع انسان تک پہنچا دیا بلکہ خود بھی ان احکام و ارشادات پر عمل فرمایا اور اپنے رفقاء اور ساتھیوں کو بھی اسی نہج پر چلنے کی تاکید کی۔ ان تشریحات کے مدِ نظر کتاب و سنت کی تعریف ان الفاظ کی جا سکتی ہے اور جس کے قبول کر لینے سے وہ تمام مشکلات دور ہو جانے کے امکانات موجود ہیں جو فی الوقت پاکستان کے علماء و فضلاء کو کسی ایک پرچم کے تلے آنے نہیں دیتیں۔

(الف) سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ہمارے CONSTITUTION (آئین) میں <u>کتاب و سنت</u> کے الفاظ سوچ سمجھ کر رکھے گئے ہیں اور جن لوگوں نے ان الفاظ کو ہمارے آئین میں جگہ دی ہے، وہ اسی مقصد کے تحت دی ہے جس کے تحت قیام پاکستان عمل میں آیا ہے۔ یعنی ہمارا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کے باشندے اپنے اس ایمان کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں جو اُن کا مقصدِ حیات ہے۔ یعنی اس ملک میں اسلامی نظام جو کتاب اور سنت کے عین مطابق ہو قائم کیا جائے۔

(ب) اس سلسلہ میں جو اعتراض کیا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت بھی واضح کر دینی ضروری ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ جس طرح ہمارے پاس اللہ کے احکام و ارشادات ایک کتاب (یعنی قرآن شریف) میں موجود ہیں، اس کے مطابق ہمارے پاس سنت کا کوئی متفقہ علیہ مجموعہ نہیں ہے جو سب فرقوں کو قابلِ قبول ہو۔ اللہ پاک نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اُمت کے لئے چند بنیادی احکام و اصول وحی

کی صورت میں نازل فرمائے، جو آج تک بلا کسی تحریف و تبدیلی کے ہمارے پاس بالکلیہ موجود و محفوظ ہیں۔ اور یہ انشاء اللہ تا قیامت بدل نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ پاک نے خود لے لیا ہے۔ ان ہی اصولوں اور احکام کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت تک پہنچایا اور جہاں جہاں بھی اُن کی تشریح یا صراحت کی ضرورت محسوس ہوتی گئی، اُن پر ذاتی اور اجتماعی طور پر عمل فرما کر ایک اسوۂ حسنہ اُمت کے لئے چھوڑا، جس کے تعین میں کوئی مشکل نہیں ہونی چاہیئے۔ جہاں تک احادیثِ نبویہ کا سوال ہے، وہ ایک قسم کی دستاویزی گواہی ہے جو سنّت کی تائید میں پیش کی جاسکتی ہے۔

(ج) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تعین کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ اسلامی زندگی کے ہر پہلو کو لے لیا جائے اور قرآن پاک کے احکامات کی روشنی میں دیکھا جائے کہ اللہ کا کیا حکم ہے اور اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کس طرح عمل کیا اور اُمت کو اس سنّت پر کس طرح چلایا۔ اِس تعینِ سنت کے کام میں احادیثِ نبویہ دستاویزی شہادت کا کام دیتی ہیں۔

اگر اِن باتوں کو مدّ نظر رکھا جائے تو بندۂ حقیر کی رائے میں تمام دشواریاں دُور ہو جانے کے امکانات ظاہر ہیں۔ بشرطیکہ ہم نیک نیتی سے اس کام کا آغاز کریں اور وساوسِ شیطان کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں بلکہ ان کو حتیٰ الوسع بالکلیہ رفع دفع کر دیں۔

میں چونکہ نہ تو عالم ہوں، نہ مجتہد۔ اس لئے میں نے نہ تو قرآن کریم سے کوئی حوالے دیئے نہ احادیثِ شریف سے۔ حالانکہ اپنے نظریہ کے حق میں قرآن شریف و احادیثِ نبویہ سے حوالے دینا اتنا مشکل نہیں ہے۔ اب میں التماس کرتا ہوں کہ براہِ کرم ان حقیر سطور پر غور فرمائیں۔ اور اس معاملہ میں جو جو بھی رکاوٹیں پیش آئیں ان کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ لیس للانسان الّا ما سعیٰ۔

شیخ چاند ۶۸۔۱۰۔۱۰ء

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی و مکرمی!

عنایت نامہ مورخہ ۱۶۔۱۰۔۶۸ء باعثِ مسرت ہُوا۔ جہاں تک بندہ کے عریضہ کا تعلق ہے، مدیر "فکر و نظر" مختار ہیں اور اس کے ساتھ وہی سلوک مرعی رکھ سکتے ہیں، جو ان کی نظر میں مناسب

نظر آئے۔ اگر میرے خط میں چند ایسے جملے ہیں، جو قابل اعتراض ہو سکتے ہیں، ان جملوں کو وہ بخوشی مسترد کر سکتے ہیں۔ اگر میرا مکمل خط بھی شائع کر دیا جائے، تو مجھے بالکل عذر نہ ہوگا۔ البتہ میں یہ لکھنا پسند کروں گا کہ جس وقت کہ ہماری کانسٹی ٹیوشن میں سنّت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس وقت بندہ بھی موجود تھا اور اس پر جو بحث ہوئی تھی، اس کا مجھے علم ہے۔ لہٰذا میرا یہ معروضہ کہ اس جملے کے آئین میں رکھتے وقت بہت سوچ بچار سے کام لیا گیا ہے، مبنی بر حقیقت ہے۔ اُس وقت جتنے بھی دلائل اس کے خلاف سوچے جا سکتے تھے اُن پر بھی غور کیا گیا تھا۔ اور بعد میں بالآخر متفقہ طور پر لفظ سنّت کے قائم رکھنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

آخر میں میں یہ بھی عرض کر دوں گا کہ بندہ نہ تو عالم ہے، نہ مفتی نہ مجتہد۔ لہٰذا ایک ایسے اہم معاملہ میں میری ذاتی رائے اور میرا خیال کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ ہمارا کام تحقیق ہے اور اس جدوجہد میں جو بھی ہماری سمجھ میں آتا ہے، وہ ہماری عقول کی حدود تک محدود ہے۔ لیکن سنّتِ رسولؐ ایک ایسی مسلّمہ چیز ہے، جس کے ماننے اور سمجھنے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیئے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

خادم شیخ چاند ۶۸۔۱۰۔۱۷ء

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مکرمی ....!

عنایت نامہ کا شکریہ۔ مجھے اس عریضہ کے جلد چھپنے یا دیر سے چھپنے پر کوئی خاص اعتراض نہیں۔ البتہ ایک بات جو مجھے ہر وقت پریشان کر رہی ہے، وہ یہ ہے کہ ——— ہم کو سنّت کے تعیّن کے سلسلہ میں ایک لائحہ عمل بنانا اور اس پر تیزی سے کام کرنا چاہیئے۔ اس سے پہلے 'فکر و نظر' میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے اقوال کا حوالہ دیتے ہوئے طریقۂ تعیّنِ سنّت کے سلسلہ میں اظہارِ خیال کیا گیا تھا جس کو ناقدانِ طلوعِ اسلام نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ جس کتاب کی طرف رجوع فرما رہے ہیں، وہ کتاب یعنی مؤطا حضرت امام مالکؒ، صحاح ستہ میں شامل نہیں ہے۔ لیکن ان کا یہ اعتراض اس لئے قابلِ اعتناء نہیں کہ گو مؤطا صحاح ستہ میں شامل نہیں لیکن اس کے مستند و صحیح ہونے میں مسلمانوں کے کسی فرقہ کو اختلاف نہیں ہے۔ اس جواب کے باوجود میں اس مسئلہ پر بہت ہی غور و خوض کرنے میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ پاک

کی ذات اعلیٰ سے پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ اس کا بالآخر کوئی صائب و موزوں طریقہ ضرور نکل آئے گا، جو ملتِ اسلام کے ہر فرقہ کو قابلِ قبول ہوگا۔

گو اسلام فرقہ بندی کے بالکل خلاف ہے، لیکن کیا کیا جائے غلامی کے دور میں جس کے اثرات اب تک باقی ہیں اور انگریزوں نے اپنا سیاسی مقصد حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کر رکھا ہے جس کی لپیٹ سے ہم اب تک اپنے آپ کو رہا نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ بھی مسلّم ہے بلکہ بندہ کا ایمان ہے کہ وہ دن عنقریب بہت جلد آجائے گا جب کہ یہ طوقِ لعنت ہم اپنے گلوں سے نکال پھینکیں گے۔ (آمین)

شیخ چاند
۱۷۔ اکتوبر ۶۸ء

شیخ چاند
17/10/68

جناب مدیر صاحب!

"سنت" کی بحث "نظرات" میں دیکھی، لیکن جناب! یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں، جس قدر آپ نے اسے آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ "طلوعِ اسلام" نے لکھا ہے، ہر اسلامی فرقے کا سنّت کے بارے میں اپنا الگ تصور ہے۔ اور تو اور جماعت اسلامی اور جماعتِ اہلِ حدیث، جو دوسری بہت سی باتوں میں ایک دوسرے سے ملتی ہیں، سنت کے متعلق باہم بنیادی اختلاف رکھتی ہیں۔

"طلوعِ اسلام" میں مندرج حوالے کے مطابق امیرِ جماعتِ اہلِ حدیث مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم کے نزدیک "بخاری اور مسلم کی احادیث کی صحت پر اُمت متفق ہے۔۔۔۔۔۔ان احادیث کی صحت قطعی ہے"۔ اس کے برخلاف مولانا مودودی لکھتے ہیں: "یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں، ان کے مضامین کو جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہیئے"۔

"طلوعِ اسلام" نے اپنے نومبر ۶۸ء کے شمارے میں پھر اس مسئلے پر قلم اُٹھایا ہے، اور "سنت" کے غیر متعین تصوّر سے فائدہ اُٹھا کر بعض جماعتیں جس طرح عوام کو گمراہ کرتی ہیں، اُن پر تبصرہ کیا ہے۔ جماعتِ اسلامی جس کے امیر نے کبھی یہ لکھا تھا "۔۔۔۔۔ بکثرت جزئیات ایسی بھی ہیں جن میں تغیرِ حالات کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے۔ جو حالات عہدِ رسالت اور عہد صحابہ میں عرب اور دنیائے اسلام کے تھے لازم نہیں کہ بعینہٖ وہی حالات ہر زمانہ اور ہر ملک کے ہوں۔۔۔۔" لیکن اب جماعت اسلامی کا آرگن ترجمان القرآن لکھتا ہے "۔۔۔ فرامین الٰہی اور احکام رسولؐ کے اندر کوئی شخص کسی ترمیم کا تصور نہیں کر سکتا۔۔۔" ——— تفصیل کے لئے لاحظہ ہو "طلوعِ اسلام" بابت نومبر ۶۸ء ——— کیا ان امور کا آپ کے پاس کوئی جواب ہے؟

عبدالمجید، گلبرگ۔ لاہور